شیعہ کتب کی روشنی میں

ماخوذ (شوائظ البرکات)

از

پیر سید قطب علی شاہ علیہ رحمہ

طعن ششم ذکر فدک

معتبر کتب اہل سنت سے یہ قصہ صحیح اس طرح پر ہے کہ فدک ایک موضع خیبر میں تھا وہ بغیر جنگ و جدال کے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اس میں کچھ درخت خرما کے تھے۔ جس کو باغ فدک کہتے ہیں۔ اس موضع اور باغ کی آمدنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حسب الحکم آیت ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے اپنے اہل اقربا کو صرف کرتے جو کچھ بچتا۔ اس کو یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں پر تقسیم کردیتے تھے۔ جب حضرت صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو جناب زہراؓ نے اپنے باپؐ کے حصے فدک کو طلب کر بھیجا۔ صدیق اکبرؓ نے یہ حدیث پیش کی۔ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ ۔ یعنی حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاءؑ کسی کو وراث نہیں کرتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی بنتؓ رسولؐ کچھ ملول ہو کر خاموش ہوئیں۔ پھر حضرت صدیقؓ جا کر باہمراہ جناب امیرؓ اس حدیث لَا نُوْرِثُ کی تصدیق فرمائی اور قسمیہ کہا کہ یا حضرتؓ میں بھی اسی طرح کروں گا۔ جس طرح حضرتؐ کرتے تھے۔ پس آپ نے صدیق اکبرؓ کا یہ بیان اور اپنے باپؐ کا فرمان خوشی سے مان لیا۔ اور فرمایا کہ تم بھی اس میں اسی طرح کرنا جس طرح ہمارے باپؐ کرتے تھے۔

پس اصل بات تو اتنی ہے کہ جس میں نہ کوئی حضرت صدیقؓ پر طعن آتا ہے نہ حضرت زہراؓ نہ اہل بیتؓ کی ہتک ہوتی ہے باقی شیعوں کے بہتان سن کر تو شیطان بھی الامان کہتا ہے اس پر شیعہ چند طرح کے طعن بیان کر کے لوگوں کو سناتے ہیں کہتے ہیں کہ فدک خاص ملک رسول علیہ السلام کا تھا۔ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے حکم سے حضرتؐ نے اپنی بیٹی جناب زہراؓ کو ہبہ کر دیا۔ حضرتؐ کے بعد جب بتول بنت رسولؐ نے فدک کا دعویٰ کیا تو خلیفہؓ صاحب نے ایک جھوٹی حدیث موضوعہ پیش کر کے حق تلف کرلیا۔

حضرت زہرا؏ اس پر اس قدر رنج غضبناک ہوئیں کہ پھر مرتے دم تک ان سے کلام نہ
کی۔ دیکھو ان بہتان بدگمان سے بھی ہم شیعوں کو پشیمان بناتے ہیں۔ اور اس تمام
مقدمہ کی بحث کر کے عدالت انصاف سے انصاف چاہتے ہیں۔

مقدمہ اول جو کہا کہ حضرت صدیق؄ نے جھوٹی حدیث پیش کر کے حضرت
زہرا؏ کا حق تلف کیا۔

جواب محض جھوٹ اس حدیث کی صحت کا نشان تو اظہر من الشمس عیان ہے۔
کتب اہل سنت میں تو اس کے بہت راوی موجود خصوصاً جناب امیر؄ بھی اس کی
روایت کرتے ہیں مگر آپ ان کو کب مانتے ہیں خیر ان کو تو جانے دیجئے۔ ذرا کچھ اپنی
ہی کتابوں کا ملاحظہ کیجئے۔ دیکھو ہم تمہاری ہی معتبر کتابوں سے یہ حدیث صحیح بناتے اور
اس کی صحت کو ثابت کر دکھلاتے ہیں۔

اول تو ذرا کسی امامؑ کی کلام سنئے۔ چنانچہ تمہاری معتبر کتاب کافی کلینی میں امام
جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذَالِکَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ
لَمْ یُوْرِثُوْا دِرْھَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ اَخَذَ بِشَیْئٍ
مِنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ترجمہ البتہ علماء وارث انبیاء؏ کے ہیں۔ اس واسطے کہ انبیاء
نے وارث نہیں کیا کسی کو درہم دینار کا۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ وارث کیا
انہوں نے احادیث کا اپنی حدیثوں سے جس نے لیا۔ کچھ اس سے یعنی حدیث سے
البتہ لیا اس نے بہت حصہ کامل۔ پس اس حدیث لَانُوْرِثُ کی صحت میں تو ایک یہ ہی
امام؄ کا کلام کافی ہے۔

اگر اس پر بھی سیری نہ ہوئی ہو تو اور تمہارے شارح صاحب صافی بھی اس
حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں از انبیاء ہرچہ باقی ماندہ اگرچہ ترکہ است دران حکم
ترکہ نیست

اور بھی آخر کتاب لَایَحْضُرُہُ الْفَقِیْہُ کے ۹ باب میں اسی مضمون کی روایت حضرت

علیؓ سے بھی محمد بن الحنفیہ کی وصیت میں مروی ہے۔ چوں فدک وراثت حق سیدۃ النساء بلا شرکت دیگر وارثان رسولؐ متعذر گشتہ

اے شیعو امام صادق علیہ السلام و تمہارے صاحب صافی کیا صاف صاف فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ نے وراثت نہیں کیا کسی کو ایک درم دینار تک۔ اور اگر انبیاءؑ ترکہ بھی رکھتے ہیں مگر وہ اپنا ترکہ تصور نہیں کرتے۔ پھر اس حدیث لَانُوْرِثُ کی کیسی تصدیق ہوتی ہے۔ گو لفظ مختلف ہیں۔ لیکن اس حدیث کلینی وغیرہ میں اور اس حدیث لَانُوْرِثُ کے معنے میں کچھ تفاوت نہیں ہے۔ پھر اس کو موضوع و غلط کہنا محض تمہارا جھوٹ ثابت ہوگیا۔

پس جب وہ حدیث شریف جو صدیق اکبرؓ نے حضرت زہراؓ کے جواب میں پیش کی تھی صحت کو پہنچ گئی۔ اور فدک حضرتؐ کا ملک ثابت نہ ہوا۔ تو جو جو اس میں شیعہ باتیں بناتے اور حضرتؐ کی وصیت یا ہبہ سے فدک جناب زہراؓ کا حق بتلاتے تھے وہ سب کے سب لغو ہوگئے۔ کوئی بھی ان کی بات قابل سماعت نہ رہی۔

الحمد للہ کہ یہ ہمارا دعوے تو اتنے ہی ثبوت سے مضبوط ہو چکا ہے۔ مگر ہم شیعوں کو رنج نہیں کرنا چاہتے اور بھی کچھ ان کی باتیں سن کر ان کو جھٹلاتے ہیں۔ اس کے جواب میں شیعہ دو آیتیں پیش کرتے ہیں کہا کہ جب اور پیغمبروںؑ کا ورثہ قرآن میں ثابت ہے تو کیا رسول علیہ السلام اپنے ترکہ کے وارث نہ ہوئے چنانچہ قولہ تعالیٰ وَ وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ یعنے میراث کی حضرت سلیمان علیہ السلام کی اور فرمایا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ۔ یعنی زکریاؑ پیغمبر نے دعا کی۔ کہ خدایا مجھ کو ایک فرزند عطا فرما کہ میراث لے مجھ سے اور بعض آل یعقوبؑ سے۔

جواب ارے سب پیغمبرؑ دین کا ترکہ رکھتے تھے نہ کہ دنیا کا۔ اگر یہ وراثت مال دنیا کی ہوتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کے نوزدہ پسر تھے۔ کیوں حق تعالیٰ نے ایک حضرت سلیمانؑ کو وارث فرمایا۔ دوسروں کو وارث نہ بنایا پس معلوم ہوا کہ جناب باری

نے یہ وارثت دینوی کا ذکر فرمایا ہے نہ کہ دنیا کا اگر جو بعضے شاہی کام میں بھی تھے تو وہ بھی تمام ماسوائے اللہ حرام جانتے تھے۔ بھلا کون کہتا ہے کہ انبیاءؑ اور معصومؑ مال دنیا کو اپنا ترکہ اور ورثہ سمجھتے تھے۔ اور دنیا مردار کے طلب گار تھے یا خدا سے اس طرح دعا مانگتے تھے کہ پیچھے ہماری اولاد کو بھی دنیا کا وارث کر۔ معاذ اللہ یہ سب تمہارے بہتان بدگمان ہیں۔ پیغمبرؐ خدا تو صرف دین مستقیم اور علم الٰہی کا ورثہ رکھتے تھے۔

اگر ہمارے بیان سے یہ آپ کا بدگمان رفع نہیں ہوتا۔ تو اپنی روایتوں اور حدیثوں کو تو مانو اور کلام آئمہ علیہم السلام کو سچ جانو۔ اول تو اپنی پچھلی حدیث کلینی کو دیکھو امام صادق علیہ السلام تو کیسا صاف صاف فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ تو ایک درم دینار تک بھی کسی کو وارث نہیں کرتے۔ صرف وارث کرتے ہیں۔ ان کو اپنے علم اور حدیثوں کا پھر حضرت ذکریاؑ اور داؤد علیہم السلام کی نظیر آپ کو کیا پذیر آئی۔

اگر پھر بھی آپ کچھ شک فرماتے ہیں۔ تو ایک وہ روایت بھی ہم آپ کو دکھلاتے ہیں کہ جس سے حدیث لَانُوَرِّثُ کی صحت تو کیا کل تمہارے دعوے کی بیخ اڑاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے کمال الدین میثم بحرانی صاحب جو بڑے علماء شیعہ امامیہ ہیں۔ اپنی شرح کبیر نہج البلاغت میں کہ جس کو مصباح السالکین بھی کہتے ہیں۔ اور جس کے خطبہ میں آپ نے خدا تعالیٰ سے بھی عہد کیا ہے کہ میں حق سے ایک ذرہ تجاوز نہیں کرونگا اور ہرگز باطل کی طرف میل نہیں کرونگا۔ اس میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جس کو ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہیں۔

وَرُوِیَ اَنَّہٗ سَمِعَ کَلَامَہَا فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَصَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا خَیْرَۃَ النِّسَاءِ وَابْنَۃَ خَیْرِ الْاٰبَاءِ وَاللّٰہِ مَا عَدَوْتُ رَاْیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا بِاَمْرِہٖ وَاِنَّ الرَّائِدَ لَا یَکْذِبُ اَہْلَہٗ قَدْ قُلْتِ فَاَبْلَغْتِ وَاَغْلَظْتِ فَاَہْجَرْتِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ دَفَعْتُ اٰلَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَدَابَّتَہٗ وَحِذَاءَہٗ اِلٰی عَلِیٍّ وَاَمَّا مَا سِوٰی ذٰلِکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوَرِّثُ ذَہَبًا وَلَا

لِفِضَّۃَ وَلَا اَرْضًا وَلَا عقارًا وَلَا مَالًا وَلٰکِنَّا نُوْرِثُ الْاِیْمَانَ وَالْحِکْمَۃَ وَالْعِلْمَ وَالسُّنَّۃَ وَقَدْ عَمِلْتُ بِمَا اَمَرَنِیْ وَنَصَحْتُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ وَھَبَھَا لِیْ قَالَ لَمَنْ تَشْھَدُ بِذَالِکَ فَجَاءَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَاُمُّ اَیْمَنَ فَشَھِدَ اِلَیْھَا بِذَالِکَ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَشَھِدَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقْسِمُھَا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ صَدَقْتِ یَا اِبْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَقْسِمُھَا وَصَدَقَ وَصَدَقَتْ اُمُّ اَیْمَنَ وَصَدَقَ عُمَرُ وَصَدَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذَالِکَ اِنَّ لَکِ مَا لِاَبِیْکِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَاْخُذُ مِنْ فَدَکَ قُوْتَکُمْ وَیَقْسِمُ الْبَاقِیْ وَیَحْمِلُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ذَالِکَ عَلَیَّ وَاللّٰہِ اَنْ اَصْنَعَ بِھَا کَمَا کَانَ یَصْنَعُ فَرَضِیَتْ بِذَالِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ بِہٖ فَکَانَ یَاْخُذُ غَلَّتَھَا فَیَدْفَعُ مِنْھَا مَا یَکْفِیْھِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَہٗ کَذَالِکَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَۃُ مَا قَطَعَ مَرْوَانُ ثُلُثَھَا بَعْدَ الْحَسَنِ الخ

ترجمہ روایت ہے۔ کہ جب ابوبکرؓ نے فاطمہؓ کا کلام سنا۔ خدا کی حمد و ثنا کی اور رسولؐ پر درود پڑھ کر کہا۔ اے عورتوں میں سب سے بہتر اور اے باپوں میں سے بہتر باپ کی بیٹی خدا کی قسم ہے میں نے رسولؐ اللہ کی رائے سے تجاوز نہیں کیا اور نہ بجز ان کے حکم کے کوئی کام کیا۔ اور باتحقیق زائد اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا۔ خدائے تعالیٰ ہم کو اور تجھ کو بخشے اما بعد پس تحقیق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اور سواری اور نعلین میں نے علیؓ کو دے دی۔ اور ماسوائے اس کے میں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے کہ ہم انبیاءؑ کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد میں کسی کو اپنا وارث نہیں چھوڑتے۔ لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت میں چھوڑتے ہیں۔ اور جو کچھ مجھ کو حکم فرمایا تھا۔ میں نے اس پر عمل کیا اور خیر خواہی کی فاطمہؓ نے کہا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ اس کا کون گواہ ہے۔ تو علیؓ ابن ابی طالب اور ام ایمنؓ آئی اور اس کی گواہی دی۔ پھر عمرؓ بن الخطاب اور عبد الرحمنؓ بن عوف آئے

اور گواہی دی کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اس کو تقسیم فرماتے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا اے
رسول اللہ کی دختر تو نے بھی سچ کہا اور علیؑ اور ام ایمنؓ نے بھی سچ بولا۔ اور عمرؓ اور
عبدالرحمٰنؓ بھی سچے ہیں۔ اور یہ اسی طرح ہے کہ تیرے پدر بزرگوار کی چیز تیری ہی
ہے۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم فدک میں سے تمہارا قوت لے کر باقی ماندہ تقسیم کرتے
تھے اور خدا کی راہ میں اس میں سے سوار کرتے تھے۔ اور میں تجھ سے عہد کرتا ہوں
کہ اس میں میں اسی طرح کروں گا۔ جس طرح رسول صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے
تھے۔ اس پر فاطمہؓ راضی ہوگئیں اور ابوبکرؓ سے اسکا عہد کرالیا۔ تو ابوبکرؓ فدک کی
آمدنی سے جس قدر ان کی حاجت کو کافی ہوتا ان کو دیتے تھے پھر اس کے بعد خلفاءؓ
اسی طرح کرتے رہے۔ یہانتک کہ معاویہ متولی خلافت ہوا۔ اس نے بعد حسن علیہ
السلام کے اس میں سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔

پس اس علماء نے تو سب جھگڑا ہی مٹا دیا۔ گو اپنے مذہب کی خاطر کچھ لفظوں کو کم
و بیش تو کیا۔ مگر ہمارا دعوے تو ٹھیک حرف بحرف تصدیق ہوگیا۔ اس تمام کلام سے
اتنے فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو معلوم ہوا کہ جو حضرت خاتون قیامت علیہا
الرحمت کا ادب اور شان تھا اس کو حضرت صدیقؓ بھی بدل و جان تصدیق کرتے تھے۔
جو آپ کا کلام سنتے ہی درود بھیج کر کہا کہ اے عورتوں میں سب سے بہتر اور اے
باپوں میں سے بہتر باپ کی بیٹی۔

دوسرا بقول اس کے بھی حدیث لانُورِثُ ثابت ہوگئی۔ جیسا حضرتؐ نے فرمایا کہ
ہم انبیاءؑ کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین و جائداد میں کسی کو اپنا وارث نہیں
چھوڑتے۔ لیکن ہم صرف علم دینی اور سنت کی وراثت چھوڑتے ہیں۔

تیسرا جناب زہراؓ بنت رسولؐ اللہ کا حضرت صدیقؓ پر راضی ہونا بھی ثابت
ہوگیا۔

چوتھا حضرت زہراؓ سے جو صدیق اکبرؓ نے عہد کیا تھا۔ کہ میں اس میں اسی طرح

کیا کروں گا کہ جس طرح رسول علیہ السلام کرتے تھے۔ سو آپ نے اسی طرح کیا جیسا راوی کہتا ہے۔ کہ ابوبکرؓ فدک کی آمدنی سے جس قدر ان کی حاجت کو کافی ہوتا۔ ان کو دیتے تھے۔

پانچواں وہ دعوے بھی ہمارا ثابت ہوگیا۔ جیسا اس نے کہا کہ حضرتؑ فدک میں سے تمہارا قوت لے کر باقی ماندہ خدا کی راہ میں تقسیم کرتے تھے۔

چھیواں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں پچھلے خلیفے بھی اسی طرح عمل کرتے گئے۔ جیسا بحرانی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پھر اس کے بعد بھی خلفاءؓ اسی طرح کرتے رہے فقط۔

الحمدللہ کہ فدک کی نسبت جو ہمارا دعوے تھا وہ ایسا ثابت ہوگیا کہ اب تو کسی اور ثبوت دینے کی بھی کوئی حاجت باقی نہیں رہی۔ خدا نے ان کو اپنی ہی زبان سے پشیمان کیا اور یہ بھی ہم تعجب کرتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہؓ کی دشمنی نے ان کو اندھا تو بنایا مگر اتنا بھی خیال نہ آیا۔ اور عقل نے بھی نہ سمجھایا کہ فدک مغصوب کہنا تو ہماری بیخ برکندہ ہوتی ہے۔ کیونکہ جب فدک مغصوب ہوا۔ اور خلفاءؓ غاصب ہوئے تو اس فعل میں جناب امیرؓ بھی تو ان کے شریک تھے آپ بھی تو اس میں اسی طرح کرتے رہے جیسا کہ صدیق اکبرؓ کرتے تھے۔ تو جن کے فعل موافق معصوم کا فعل ہو پھر اس فعل پر طعن کرنا تو در حقیقت امام معصوم پر طعن کرنا ہے اور ان کو غاصب وغیرہ کہنا گویا امام معصوم کی نسبت کہنا ہے۔ ایک امام بھی نہ دو امامؓ اس الزام میں آئے کہ امام حسن علیہ السلام نے بھی تو اسی طرح کیا۔ اس نے بھی تو فدک اہل بیتؓ کو نہ دیا پھر فدک کا غاصب کس کو کہتے ہو خلفاء ثلاثہؓ کو یا ان امامینؑ کا نام لیتے ہو۔

اور بھی ہم پوچھتے ہیں کہ ان امامینؑ نے بھی کیوں اس میں حضرت صدیقؓ کی طرح عمل کیا۔ اور کیوں اپنی خلافت میں اپنا حق نہ لیا۔ اس وقت تو خلفاء ثلاثہؓ کا بھی کوئی ڈر نہ تھا پس جب ان معصومین کا بھی فعل موافق خلفاء ثلاثہؓ کے ہوا۔ تو ثابت

ہوگیا کہ معاملہ فدک میں حقیت خلفاءؓ کی جانب تھی اسی واسطے تو جب بتولؓ بنت رسولؐ کو بھی وہ حدیث لَانُوَرِثُ پہنچی تو پھر آپ نے لب کشائی نہ فرمائی۔ اپنے باپ کا فرمان بر سر و چشم مان لیا۔ پس عقلا کے نزدیک تو دعوے شیعہ کی اتنی ہی تکذیب کافی اور وافی ہے۔

اس کا جواب۔ حکیم صاحب معیار الہدا صفحہ ۲۶ پر اس طرح فرماتے ہیں کہ جناب امیر و حسن علیہما السلام کا فدک پر قبضہ نہ فرمانا اس کا یہ سبب ہے۔ اول تو جب خلیفہ اولؓ و ثانیؓ کے روبرو حضرت مرتضےٰ وغیرہ نے وراثت فدک حضرت زہراؑ کی شہادت دی تو انہوں نے نامنظور کی کہا کہ اپنے ذاتی نفع کے واسطے قول فاطمہؓ کی تائید کی ہے۔ دوسرا فتح مکہ کے دن حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ہم اور ہمارے اہل بیت وہ ہیں کہ جو چیز ہم سے جبراً چھین لی جاتی ہے پھر ہم اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔

جواب بقول تمہارے فدک کی طرح تو حضرت امیرؓ کے روبرو خلافت کو بھی خلفاء ثلاثہؓ نے جبراً غصب کر لیا تھا۔ اگر یہ حضرتؐ کا فرمان ہوتا تو پھر کیوں جناب امیرؓ خلافت کو لیتے اور کیوں اس پر آپ خلیفہ ہوتے۔ اگر اپنی عادت کے موافق کوئی اس میں اور دلیل یا تاویل بناؤ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت زہراؑ کے ہبہ اور وصیت کی طرح تو جناب امیرؓ کو بھی غدیر کے دن حضرتؐ نے اپنا وصی کیا تھا۔ اور حضرت سیدہؓ کی طرح جناب امیرؓ نے بھی خلافت کا دعوے کیا تھا۔ کہ جس کا ہم باب خلافت میں ذکر کر چکے ہیں۔ کہ بقول تمہارے جب ابوبکرؓ نے غصب خلافت کی تو جناب امیرؓ ابوبکرؓ کو مسجد قبا میں لے گئے اور رسولؐ خدا نے ظاہر ہو کر شہادت بھی دی کہ ابو بکرؓ میں نے تجھ کو مکرر کہا کہ امیرؓ المومنین کی اطاعت کرنا۔ ورنہ تیری خیر نہیں ہے۔ دیکھو فدک کی طرح تو بقول تمہارے خلافت بھی انہوں نے جبراً چھین لی تھی۔ تو کیا وجہ کہ جناب امیرؓ نے تو پھر خلافت کو تو لے لیا۔ اور فدک کو جانے دیا وہاں یا تو کہو کہ خلافت لینے کے وقت وہ حضرتؐ کا ارشاد آپ کو یاد نہیں رہا۔ جو فتح مکہ کے دن فرمایا

تھا یا فدک سے خلافت کا معاملہ زیادہ تھا۔ اس واسطے حضرت امیرؓ فدک کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور خلافت کا طمع نہ چھوڑ سکے نعوذ باللہ ایسا تو مسلمان کو گمان کرنا ہی حرام ہے۔

اے حضرات اب دو باتوں کے سوا آپ کو نجات نہیں ہے۔ یا اپنے اس دعوے خلافت کو جھٹلاؤ کہ خلافت خلفاء ثلاثہؓ کا حق بناؤ یا اس اپنے جھوٹے فقرے لکھنے کا خود اقرار فرماؤ۔ لیکن ایک جھوٹ میں تو آپ جھوٹے ہوگئے۔ حکیم جی آپ تو خلفاء ثلاثہؓ کو الزام فدک کا دینے سے چلے تھے۔ اس طرح تو الٹا ان کی خلافت کو بھی ثابت کر بیٹھے۔ ایک نہ شد دو شد سچ ہے۔ کہ نیم ملا ایمان کا نقصان اور نیم حکیم خطرہ جان۔ اگر اتنی آپ کو عقل کی طاقت اور بحث کی لیاقت نہ تھی تو کیوں ایسی خراب کچی کتاب بنا کر مناظرے کا بھی نام بدنام کیا۔ ہاں حضرت یوسفؑ کے خریداروں کی طرح آپ کا بھی مناظرہ میں تو نام ہوگیا۔ مگر کچے فقرے لکھ کر آپ کو جھٹلایا کیا ہاتھ آیا۔

اور ایک جدید ابن سباء کے مرید نے اس کی یوں تردید کی ہے کہا کہ خلافت حق الٰہی تھا۔ اس واسطے جناب امیرؓ نے واپس لے لیا اور فدک حق اپنا تھا۔ اس واسطے پھر کسی امامؑ نے اس کو نہیں لیا۔

جواب جھوٹوں کا دعوے ہی خراب اول تو اس قول سے بھی خلافت کا دعوے تو شیعوں کا جھوٹا ہوگیا۔ کیونکہ جب خلافت جناب امیرؓ کا حق ہی نہ تھا تو پھر سب جھگڑا ہی منقطع ہوا وہ تو حق الٰہی تھا۔ جن کو خدا نے چاہا دے دیا۔ باقی رہا فدک تو ہم پوچھتے ہیں کہ کس فرقے اور مذہب میں اپنا حق لینا جائز نہیں ہے۔ اور کہاں خدا و رسولؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جس کسی کا حق غصب سے تلف ہوجائے تو پھر وہ اپنا حق کبھی نہ لیوے محض جھوٹ بلکہ خدا و رسولؐ تو فرماتے ہیں۔ کہ جو اپنے حق پر لڑ کر مرا وہ شہید ہوا۔ پھر کیوں خدا و رسولؐ کے برعکس ایسی جھوٹی باتیں بناتے اور اپنا ایمان گنواتے ہو۔

دوسرا جب اپنی غصب شدہ چیز کو پھر اہل بیت واپس نہیں لیتے۔ تو حضرت عباسؓ کا پرنالہ غصب شدہ کیوں جناب امیرؓ نے پھر لگوایا۔ جو تمہاری کتاب عماد الاسلام میں ارقام ہے کہ جس کا ذکر مقام خلافت میں ہوچکا ہے۔

تیسرا دیکھو تواریخ فریقین کہ بوقت عمرؓ بن عبد العزیز نے یہ فدک امام محمد باقر علیہ السلام کو دیا اور انہوں نے اپنے تصرف میں لیا۔ پھر عباسیوں کے ہاتھ آیا۔ حتی کہ ۲۲۰ء کو جب مامون رشید خلیفہ ہوئے تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ باغ فدک اولاد فاطمہؓ کو دے دیو-ں ۔ تب وہ فدک امام موسی رضا علیہ السلام کو ملا جس کو تمہارے قاضی نوراللہ نے بھی اپنی کتاب مجلس المومنین میں مفصل طور پر لکھا ہے۔ پھر کیوں کہ کہ اپنا حق غصب شدہ کسی امامؑ نے نہیں لیا۔ جھوٹوں کی بات نہ کوئی پھول نہ پات۔

اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ جناب امیرؓ نے فدک اس واسطے نہ لیا کہ وہ حضرت زہرؓا کی اقتدا پر چلے۔ جواب جناب امیرؓ نے تو حضرت زہرؓا کا اقتدا کیا مگر ان امامین امام محمد باقر اور امام موسے رضا علیہم السلام نے کیوں جناب زہرؓا و علیؓ مرتضے دونوں کا اقتدا نہ کیا حالانکہ اقتدا معصوم کا فرض تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ معصوم کی اقتدا و پیروی کرنی فرض تھی یا نہیں۔ اگر فرض تھی تو کیوں ان معصومین نے فرض کو ترک کیا جو پھر فدک کو لے لیا۔ اگر فرض نہ تھی تو پھر کیوں جناب امیرؓ نے اس فرض خدا کو ترک کیا۔ جو حق داروں کو حق نہ دیا۔ یعنی سب اہل بیتؓ و حسنینؓ وغیرہ کو اپنے حق لینے سے محروم رکھا۔

خیر بقول تمہارے حضرت زہرا تو لاچار تھیں۔ جو ظلم سے اس کا حق چھینا گیا تھا۔ جناب امیرؓ کو اس وقت کونسی لاچاری تھی جو حق داروں کو حق نہ دیا۔

اور اس جگہ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حدیث لَانُوْرِثُ کا مضمون اس آیت قرآنی کے برخلاف ہے۔ قولہ تعالیٰ يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ یعنے وصیت کرتا ہے اللہ تمہاری اولاد کے حق میں مرد کا حصہ برابر مثل دو عورتوں

کے ہے۔ تو اس آیت کے بموجب بھی حضرت زہراؓ کیوں ورثہ باپ کے وارث نہ ہوئیں۔

جواب اول تو اس آیت شریفہ کا حکم عام ہے نہ کہ خاص دیکھو حضرت محمد مصطفیٰ تو اس حکم سے مستثنےٰ ہیں۔ اور بھی اسی طرح کی تو بہت آیتیں ہیں۔ جو ہمارے حضرتؐ ان کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔ اور بہت وہ بھی ہیں جو عام کے سوائے صرف ہمارے حضرتؐ پر واجب الادا ہیں۔ جن کا ذکر طول لکھنا فضول ہے۔ خصوصاً اسی آیت کے اول و آخر میں دیکھو کہ اس سورۃ میں جہاں مسائل میراث مذکور ہیں۔ حق تعالیٰ نے بزبان رسول علیہ السلام تمام امت کو خطاب کیا آپ کو اس میں داخل نہ فرمایا۔ جیسا کہا کہ دیدو یتیموں کو ان کے مال اور بدل نہ لو۔ گندہ ستھرے سے۔ اور مت کھا جاؤ۔ مال ان کا اپنے مال میں ملا کر جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ۔ پس حضرتؐ کی ذات ان سب باتوں سے پاک ہے۔

اور بھی جیسا فرمایا کہ اگر تم عدل نہ کرسکو گے یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو سے چار تک دیکھو۔ یہ تمام احکام عام امت کے واسطے ہیں نہ کہ رسول علیہ السلام ان میں داخل ہیں۔ حضرتؐ کو تو چار سے زیادہ نکاح بھی جائز تھے۔ اوروں کو نہیں ایسا ہی اس آیت میں وصیت میراث عام کا حکم ہے حضرتؐ کو نہیں اور حدیث لانُوْرِثُ تو خاص ہمارے حضرتؐ کی شان میں ہے اوروں کو اس میں تعلق نہیں۔ پھر کیوں ناحق اس آیت کو اس حدیث کی نظیر میں تحریر کیا۔ اور کیوں کہا کہ حدیث لانُوْرِثُ کا مضمون اس آیت کے برخلاف ہے۔ جھوٹوں کی افواہ نہ کچھ شرم نہ حیا۔

دوم اس آیت کے ارشاد سے بھی تو آپ کی مراد حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس آیت ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ کی طرح تو حق تعالیٰ اس آیت میں بھی تمام اولاد و عورات اور سب اقربا وغیرہ کو

وارث فرماتا ہے۔ پھر کب حضرتؑ اس آیت کے بھی برخلاف ایک جناب زہراؓ کو فدک دیتے تھے اور دوسروں حق داروں کو باوجود اس حکم الہٰی کے بھی کیوں محروم رکھتے تھے۔ معاذ اللہ خدا کی رضا نہ تو کوئی آیت ان کو امداد دیتی ہے نہ کہیں حدیث سے مدد پہنچتی ہے بے چارے جدھر ہاتھ مارتے ہیں ادھر ہی خار چبھتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے عقائد اصول محض قرآن کے برعکس اور ان کے سب مسائل بھی نصوص قرآنی کے برخلاف ہیں ۔ جیسا اسی آیت وراثت کے مخالف بھی ان کی یہ حدیث کتب فقہ میں موجود ہے۔ ان کی معتبر کتاب مَنْ لَا یَحْضُرُهُ الْفَقِیْهِ کے باب ۹ اور الوصایا میں ہے فِی الْاَرْضِ وَ الْعَقَارِ فَلَا مِیْرَاثَ لَهُنَّ یعنی عورتوں کا زمین و اسباب وغیرہ میں کچھ حق نہیں ہے۔

اے شیعو دیکھو اس آیت وراثت کے برخلاف یہ تمہاری حدیث موجود ہے اپنے گھر کی خبر نہ لینا اوروں کو کہہ دینا یہی تو حماقت ہے۔ ہم تعجب تو نہیں کرتے مگر یہ پوچھتے ہیں کہ جب تمہارے نزدیک عموماً" عورت کا زمین میں حصہ نہیں ہے۔ تو پھر امر نا مشروع پر کیوں اس قدر واویلا مچایا اور ناحق فدک کا جھگڑا اٹھایا ۔ اب تو کچھ شرم بھی آیا یا نہیں شرم کجا تعصب کا ورم کجا۔

اس مقام پر شیعہ اسی طرح بھی عوام کو دھوکا دیتے اور کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث لَانُوْرِثُ حضرتؐ نے فرمائی ہوتی تو حضرت زہراؓ کو بھی کیوں نہ معلوم ہوتی ۔ پھر کیوں دعوے کرتیں ۔ ناحق دعوے کرنا معصوم کا خطا ثابت ہوتا ہے۔

جواب اہل سنت کے نزدیک تو کچھ خطا نہیں ہے۔ بعضے مسئلے نہیں بھی نے جاتے۔ اور بعضے نہیں بھی یاد رہتے۔ اگر حضرت زہراؓ کو یہ نہ معلوم ہو تو کیا حرج ہے اگر نہ رہو تو ضروری خطا کہو تو اکثر انبیاءؑ بھی تو سہو و خطا سے خالی نہ تھے۔ چنانچہ حضرت آدم و یونس وغیرہ علیہم السلام کا خطا وار ہونا تو خود تمہاری ہی معتبر کتابوں میں ثابت ہے جن کا ہم سابق بیان کر چکے ہیں۔

خصوصاً تمہاری کتاب نہج البلاغت میں ہے کہ حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے لَا تَکُفُّوْا عَنْ مَقَالَۃٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُوْرَۃٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّیْ لَسْتُ اٰلُوْا وَاٰمَنُ اَنْ اُخْطِیْ وَلَا اٰمَنُ ذٰالِکَ مِنْ فِعْلِیْ یعنی مت بازرہو حق بات کہنے اور مشورہ عدل دینے سے کہ بے شک میں مامون نہیں ہوں خطا کرنے سے

اور صحیفہ کاملہ میں امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام عمر خطا میں گزاری ہے۔ دیکھو جب پیغمبروںؑ سے بھی سہو و خطا ہوئی۔ اور سید ساجدینؑ و امیر المومنینؑ بھی آپ کو خطا سے خالی نہیں فرماتے تو اگر حضرت زہراؓ سے بھی بقول تمہارے اس دعوے کرنے میں کچھ سہواً ہوگیا تو کیا تعجب ہوا۔ جب اسی وقت سیدہ معصوم مغموم ہوئیں۔ اور آپ کو دعوے سے ہٹا لیا۔ اور سکوت کیا تو خدا نے بھی ہر انبیاءؑ کی طرح آپ کی بھول چوک کو معاف کر دیا۔ پس جیسی معصومہ تھیں ویسی ہی رہیں۔ پھر اس بات سے بھی آپ کو کیا نجات ملی۔

الحمد للہ کہ حدیث لَانُوْرِثُ کی صحت تو ٹھیک تصدیق ہو کر ثبوت کو پہنچ گئی کہ جس سے شیعوں کا دعوے تو سب کا سب باطل ہوگیا۔ لیکن کچھ ان کی اور بھی لغویات کی ہم تحقیقات کرتے ہیں۔

مقدمہ دوم اب ہم اس آیت کی بحث کرتے ہیں۔ جو شیعوں نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ سے فدک حضرت زہراؓ کو ہبہ دیا۔

جواب دیکھو جھوٹوں کا مدعا نہ شرم نہ حیا یہ آیت شریف قرآن میں دو مقام پر ارقام ہے۔ ایک سورہ بنی اسرائیل میں دوسری سورہ روم میں سو یہ دونوں سورتیں مکیہ ہیں پس یہ آیت خاص مکی ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس وقت فدک کہاں تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ بروقت نزول اس آیت کے فدک کا تو کہیں نام و نشان ہی نہ تھا۔ پھر کہاں دیا گیا اور کس نے لیا۔ کیوں ایسے جھوٹے مسائل کر کے اپنے ایمان کو زائل

کرتے ہو۔ پس اس تمہارے بطلان کو تو یہی خدا کا قرآن کافی ہے۔ جو خود تم کو اس دعوے سے جھٹلاتا اور کاذب بناتا ہے۔

اس کا جواب حکیم صاحب معیار الہدے میں اس طرح فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے اور حضرت عثمانؓ نے سورہ بنی اسرائیل و سورہ روم مکیہ میں لکھ دیا ہے۔ کہیں کی آیت جمع کر دی ہے۔ اور کہیں کی کہیں لکھ دی ہے۔

جواب منکر قرآن کا ہم کیا علاج کریں بجز اس کے کہ یہ آیت پڑیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا حکیم جی جو لوگ اس قرآن خدا کو جھوٹ اور غلط جانیں گے۔ وہ تو اس تمہاری بات واہیات کو ٹھیک مانیں گے۔ مگر مسلمان اہل ایمان تو یہ آپ کا بہتان سن کر کلمہ لاحول کا پڑھتے ہیں۔ اور اس طرح کے منکر بدگمان کو منکر قرآن کہتے ہیں۔

اور بھی ہم تعجب کرتے ہیں۔ کہ اس آیت سے آپ کو کیا فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ جو اس کو معاملہ فدک میں بیان کرتے ہو۔ ارے اگر ہم بھی لا نسلم اس فدک میں نازل ہونا تسلیم کرلویں۔ تب بھی تم کو کیا فائدہ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ وہ اس میں کونسا لفظ ہے کہ جس سے ایک حضرت زہراؓ کا حق ثابت ہوتا ہے۔ خیر اس کے دوسرے الفاظوں کو بھی جانے دو ایک لفظ ذِوالْقُرْبٰی ہی کو لے لو۔ مگر اس میں بھی تو تمام بنی ہاشم و اہل بیت رسولؐ شمول ہیں پھر تب بھی آپ کو کیا حاصل اور بھی اس آیت ذِوالْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی جو مدنی ہے۔ اور اس آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ جو مکی ہے۔ جب ان دونوں کا ایک ہی معنے اور ایک ہی مقصود ہے۔ تو پھر کیوں آپ اس سے انکار اور اس کا اقرار کرتے ہو۔ دیکھو ان دونوں کے الفاظ اور معنے بھی لکھ کر ہم اہل انصاف کو دکھلاتے ہو۔ آیت اول مدنی۔ ذِوالْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ۔ یعنی دے اپنے اقرباء اور یتیم اور محتاج و راہ کے مسافر کو آیت دوم مکی۔ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ یعنی تو دے اقربا کو اس کا حق اور محتاج اور راہ کے مسافر کو۔

کیوں صاحب اس کے اور اس کے معنے میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ آپ نے اس آیت کی میں لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کی طرح وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ کا لفظ لکھ لیا وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی سے کی طرح وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے لفظوں کو چھوڑ دیا۔ پھر اس چوری کے سوائے اس آیت سے آپ کا کیا مطلب نکلا۔ ہاں شاید یہ کہو کہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے آگے وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے لفظ حضرت عثمانؓ نے بڑھا دیئے ہیں۔ مگر اس طرح تو آپ اس آیت میں بھی کہہ سکتے تھے کہ ذَوِالْقُرْبٰی کے آگے وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے الفاظ تو حضرت عثمانؓ نے لکھ دیئے ہیں۔ معاذ اللہ پھر اس آیت کے انکار اور اس کے اقرار سے آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ افسوس تو یہ آیا کہ آپ منکر قرآن بھی ہو کر اپنا ایمان گنوایا۔ پھر بھی مطلب تو ہاتھ نہ آیا۔

پھر حکیم صاحب کہتے ہیں۔ کہ آیت سورہ حشر کی جو تم نے لکھی ہے۔ وہ بھی ہمارے عقائد کی طرح پھرتی ہے وہ یہ ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ پس اس آیت کا خلاصہ مطلب یوں ہے کہ جو مال فئے بدون جنگ ہاتھ آتا ہے وہ موافق حکم خدا چھ حصوں پر تقسیم ہوتا ہے۔ ایک حصہ تو خدا کا ہے۔ اور ایک حصہ پیغمبرؐ خدا کا۔ اس کو بھی حضرتؐ اپنے مصلحت کے موافق خرچ کرتے تھے۔ اور ایک حصہ آپؐ کے قریبیوں کا کہ وہ حضرتؐ کے اہل بیتؑ کو پہنچتا ہے' اور ایک حصہ آل محمدؐ کے یتیموں کا اور ایک حصہ آل محمدؐ کے مسکینوں کا اور ایک حصہ آل محمدؐ کے مسافروں کا ہے۔ مذہب اہل بیتؑ کے موافق تو اس طرح سے ہے۔

جواب کون کہتا ہے کہ اہل بیت علیہ السلام کا مذہب اس طرح مخالف قرآن تھا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا یہ صرف تمہاری بدگمانی حرکت شیطانی ہے۔ بھلا آپ سے تو ایک حضرت زہراؑ کا حق فدک ثابت نہ ہوسکا کہ جس کام کو تو آج تک تمام آپ کے علماء روتے

گئے۔ پھر یہ مال فے بھی اوروں کو کس طرح دلا سکتے ہو۔ یہ سراسر آپ کی خوش فہمی اور خام خیالی ہے۔ دیکھو اس سے بھی ہم تم کو پشیمان کرتے ہیں۔

حکیم جی یہ آپ نے اس آیت کا معنے بنایا ہے یا صریح قرآن کو جھٹلایا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون اس وقت ایسے حضرتؐ کے قریبیوں میں تھے اور کون اہل بیت میں سے یتیم اور کون مساکین اور کون راہ کے مسافر تھے ذرا اس طرح کا تو کوئی ہم کو بھی دکھلایئے۔ اور دو چار کا نام ہی سنایئے۔ ہاں شاید آپ کی دلیل میں یہ تاویل ہو کہ جو حصہ آپ کے قریبیوں کا فرمایا۔ وہ حضرت علیؓ ہیں۔ اور حصہ یتیموں کا ہے وہ حضرت زہراؓ ہیں۔ اس واسطے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور جو حصہ مسکینوں کا ہے وہ حضرت حسنین ہیںؓ اور جو حصہ مسافروں کا ہے وہ شیعان علیؓ ہیں۔ جو ایران و لکھنؤ کا سفر کر کے کوفہ میں ڈیرے ڈالے بیٹھے ہیں۔ پس اس کے سوائے اور کیا تاویل ہو سکتی ہے= نہ شرم از خدا نہ شرم از رسولؐ۔ بھلا اس طرح تو سب مال فے کے مالک سب اہل بیتؓ ہی بن بیٹھے اور بے چارے مسلمانوں کا تو کچھ بھی حق ثابت نہ ہوا۔ دیکھو ان مکار کے مکر نہ قرآن کا لحاظ نہ خدا کا ڈر کیوں اس طرح محرف قرآن ہو کر اپنا ایمان گنواتے ہو۔ اگر اس کی اس طرح تاویل کی جاوے۔ مخالف قرآن ہونا پڑتا ہے۔ اور اس آیت کے معنے بگڑتے ہیں۔ دوسرا خدا کی تقسیم میں فرق آتا ہے تیسرا مسلمان بھی حقوق الٰہی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ تف ایسے عقیدے پر۔ اور افسوس ایسی سمجھ پر جو دیدہ دانستہ قرآن میں نقصان کرے۔ پھر بھی خدا سے نہ ڈرے۔

ذرا ہم بھی اس کے معنے اہل دید صاحب فہمید کو دکھلاتے ہیں اور اسی ہی آیت قرآن خدا کے فرمان سے ان کو پشیمان بناتے ہیں۔ شان نزول اس کا یہ ہے کہ جب بنی نضیر شہر بدر ہوئے تو ان کا مال و اسباب وغیرہ فے ہوا۔ تب حق تعالیٰ نے اس آیت کو بھیج کر سب مسلمانوں کو سمجھاتا ہے اور حضرتؐ کو اس میں ہر ایک مستحق کا حصہ فرماتا ہے۔ ۲۸ سیپارے پہلے پاؤ میں ہے۔

وَمَا أَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّ لٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مَا أَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ٥

ترجمہ جو ہاتھ لگایا اللہ نے اپنے رسولؐ کو اور تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور اونٹ یعنی تم نے لڑ بھڑ کر اس حصار کو فتح نہیں کیا مگر خدا اپنی مدد سے مسلط اور غالب کرتا ہے۔ اپنے پیغمبروںؐ کو جن پر چاہتا ہے۔ اور اللہ سب چیز کر سکتا ہے اور جو ہاتھ لگاوے اللہ اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں سے سو وہ اللہ کے واسطے اور اس کے رسولؐ اور اقرباء اور بن باپ کے لڑکوں کے اور عاجز و مسکینوں کے۔ اور راہ کے مسافروں کے تا نہ آوے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے۔ اور جو دیوے تم کو رسولؐ سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور جھگڑا مت کرو ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کی مار سخت ہے۔ اور واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے آئے ہیں۔ اپنے گھروں اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی وہی لوگ ہیں سچے۔

ذرا ان تینوں آیتوں کو اچھی طرح غور کر کے دیکھو اور ان کے معنے سمجھو۔ سوچو جناب باری تو صاف صاف فرماتا ہے کہ دولت مندوں کے سوائے اور سب مسلمانوں غریبوں مسکینوں مسافروں کا حصہ ہے۔ پھر تم نے کیوں کہا کہ یہ آیت بھی ہمارے عقائد کی طرف پھرتی ہے۔ جھوٹوں کا عقائد نہ گواہ نہ شاہد۔ اس میں تو کیا تو کم

عقل ہو وہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک حصہ خدا کا ہے اور ایک حصہ رسولؐ کا اور ایک حصہ آپ کے قریبوں کا مثل حضرت زہراؑ و حضرت عباسؓ و ازدواجؓ مطہرات وغیرہم اور ایک امت کے یتیموں کا اور ایک حصہ امت کے مسکینوں کا اور ایک حصہ امت کے مسافروں کا ہے۔ بلکہ اصحاب مہاجرینؓ کے واسطے تو رب العلمین مفصل تلقین فرماتا ہے۔ کہ یہ حق ہے واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کا جو نکالے ہیں۔ اپنے گھروں سے اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرتے کو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی۔

کیوں جناب اس میں بھی تو وہی اصحاب کبارؓ حقدار ہوئے۔ کہ جن کے نام سے آپ کو مرض سرسام ہوجاتی ہے۔ پھر وہ اہل بیتؓ کے یتیم مسافر و مساکین کہاں ہیں۔ اور کون ہیں کسی کا نام تو لو۔ نہیں تو جھوٹے کو جھوٹا کہو۔

حکیم جی اگر یہ مال صرف حضرتؐ کی آلؑ ہی کا ہوتا تو حق تعالیٰ اس میں یہ الفاظ کیوں فرماتا کہ تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے اور یہ بھی کیوں کہتا۔ کہ دے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو کیونکہ اہل بیتؓ تو سب اقربا ہی میں آچکے تھے پھر مساکین وغیرہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور بھی پروردگار یہ خطاب عام کا کیوں کرتا کہ اے مسلمانوں جو کچھ ہمارا رسولؐ اس مال فئے میں سے تم کو دیوے۔ اسی کو خوشی سے لے لو۔ جھگڑا مت کرو۔ اگر جھگڑا کرو گے تو تم پر عذاب کیا جاوے گا۔ پس شَدِیْدُ الْعِقَابِ کا خطاب تو اہل بیت پر عائد ہو ہی نہیں سکتا۔ تَحُزُوْ ‌ؕ

الحمد للہ کہ اسی آیت قران ہی نے ان کو پشیمان کیا۔ تبھی تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس مناظرہ میں آپ نص قرآنی کو پیش نہ کیا کرو۔ کیونکہ قرآن تو اپنے مخالف کو خود جھٹلاتا ہے۔ پھر کیوں تم اس کی آیتوں کو گواہ بناتے ہو۔

اگر اس خدا کے فرمان سے آپ کا بدگمان رفع نہ ہوسکے تو خیر کچھ اپنے مفسرین کی بھی تلقین سنئے۔ چنانچہ آپ کے معتبر تفسیر منہج الصادقین و خلاصۃ المنہج میں ملا فتح

اللہ کاشانی صاحب بھی اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں تانبا شد آن دولت یعنی آن چیزے کہ متداول باشد و دست گرداں میان توانگران از شما کہ باں معاشرہ کند و بقوت و غلبہ زیادہ از حق خود بردارند و بفقراء اند کے دہند و یا محروم سازند چنانکہ در زمان جاہلیت بود خطاب بہ اہل ایمان نسبت غیر از پیغمبرؐ و اہل بیت او آنچہ بدہد پیغمبرؐ از فئے و غنیمت پس فرا گیرید آنرا کہ حق شما است و آنچہ نہی کند شمارا ازاں پس باز ایستید ازان و بترسید عذاب خدائے در مخالفت رسولؐ بدر ستیکہ خدائے سخت عقوبت کنندہ است بر مخالفان حکم رسولؐ و ایں اشارتست بانکہ تدبیر امت است بآنحضرتؐ و قائم مقام او ولہذا آنحضرتؐ اموال خیر را قسمت فرمود بر اہل اسلام و بر اہل خیبر منت ایشاں را بحال خود گذاشت و بنی نضیر و بنی قینقاع را حکم جلا فرمودہ بعض اموال را بایشان داد چنانکہ حق تعالیٰ بفرماید لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ

پس اس مفسر کے قول سے بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ مال فئے میں سب مسلمانوں کا حق ہے صرف آلؑ ہی کے واسطے نہیں ہے۔ فیصلہ شد پھر اس آیت کا لکھنا آپ کے کیا درکار آیا یہی کہ قرآن کے معنے بدل کر اپنا ایمان گنوایا کیا فائدہ پایا۔

مقدمہ سوم شیعوں کا دعوی ہے کہ رسول علیہ السلام نے حضرت زہراؓ کو فدک ہبہ کیا اور وثیقہ لکھ دیا۔ جیسا کہ حکیم افتخار علی صاحب معیار الہدے صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں کہ فدک خاص ملک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا پھر صفحہ ۱۳۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ حضرتؐ نے اپنی دخترؓ کو ایک وثیقہ فدک کا ان کے ورثہ میں لکھ کر دے دیا۔ پھر اس کے ثبوت میں ایک دو ہمارے راویوں اور کتابوں کے نام بھی لکھ کر عوام کو دھوکا دیا کہا کہ درّ منثور و کنز العمال وغیرہ میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فاطمہؓ کو فدک دیا۔

جواب یہی تو آپ کی عادت خراب ہے کہ جب کوئی غیر مشہور کتاب اہل سنت کی دیکھتے ہو تو اس کی طرف سے کسی اپنی موضوع روایت کی نسبت کر دیتے ہو

کہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جاوے مگر آخر کار تو پروردگار جھوٹے ہی کو شرمسار کرتا ہے۔ حکیم جی آپ نے جھوٹ بھی بنایا۔ مگر بن تو نہ آیا۔ یہ حرف آپ نے کیوں نہ لکھا کہ حضرتؐ نے سالم فدک عطا کیا۔ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے ذوالقربیٰ میں سے حضرت زہراؓ کو حصہ فدک کا دیا۔ پھر اس سے آپ نے کیا لیا۔ بھلا کب اس طرح اہل سنت کا عقیدہ ہے کون ہمارا عالم کہتا ہے کہ فدک حق زہراؓ کا حضرت ابوبکرؓ نے غصب کر لیا۔ معاذ اللہ یہ سراسر آپ کی لغویات افترات ہیں۔

دیکھو اس میں بھی چند دلیل دے کر ہم آپ کو ذلیل کرتے ہیں اول تو حکیم جی ذرا آپ فدک ملک رسول علیہ السلام کا ثابت تو کیجئے پھر اس ہبہ وغیرہ کا نام لیجئے خیر اس آیت ذَوِالْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی کو تو بالفعل جانے دیجئے۔ اسی ہی آیت کا ملاحظہ کیجئے کہ جس پر آپ نے بڑی شد ومد سے کہا ہے کہ حضرتؐ نے بموجب وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے حکم سے فدک ہبہ کر دیا۔ دیکھو اس کو بھی لکھ کر ہم صاحب فہمید کو دکھلاتے اور انصاف چاہتے ہیں۔۔ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِکَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یعنی تو دے اے محمدؐ اقربا کو اس کا حق اور محتاج کو اور راہ کے مسافروں کو یہ بہتر ہے ان کو جو چاہتے ہیں اللہ کی رضامندی اور وہی ہیں خلاصی پانے والے۔ کیوں صاحب حق تعالیٰ تو اس میں بھی صاف صاف فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تم دے دو قریبوں اور یتیموں۔ مسکینوں اور مسافروں کو پھر کیوں رسول علیہ السلام اس حکم خدا کے برخلاف یہ سب آپ لیتے یا ایک حضرت زہراؓ کو دیتے تھے۔ معاذ اللہ ہاں یا تو حق تعالیٰ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے آگے وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے لفظوں کو نہ فرماتا۔ صرف پہلے ہی لفظ وَاٰتِ ذَاالْقُرْ[بٰ]ی پر سکوت کر جاتا اگرچہ اس میں بھی اور حقدار تھے مگر خیر کچھ تو آپ کا جھوٹ چل جاتا ہے۔ یا جناب باری اتنا ہی کہہ دیتا کہ اے میرے حبیبؐ میں نے یہ خاص تیر[ی] ذات کے لئے مخصوص کیا ہے۔ پھر کیوں غریبوں مسکینوں اور مسافروں کے دینے کا ا[...]

میں حکم فرمایا کہ جس سے تو صاف تمہارا جھوٹ نکل آیا پس اس آیت شریفہ سے تو نہ سالم فدک حضرت ؐ کا ملک ثابت ہوا نہ اس میں حضرت زہراؓ کے دینے کا خدا نے کوئی حکم کیا۔

اے شیعو وہ کون سی آیت ہے کہ جس سے تم فدک خاص پیغمبرؐ کا ملک بناتے ہو۔ اور جس کے حکم سے حضرت زہراؓ کو بھی دلاتے ہو وہ تو کہیں ہم کو بھی دکھلایئے ۔ نہیں تو اس جھوٹے دعوے سے باز آیئے۔ خدا کی شان جہاں جہاں مال فئے میں آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ وہاں ہی خدا نے مسلمانوں کا حق ثابت کر دیا اور ساتھ ہی الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ کا حکم فرما دیا۔ حکیم جی پہلے آپ فدک حضرتؐ کا ملک ثابت کر دکھلایئے ۔ پیچھے ہبہ وغیرہ کا جواب ہم سے طلب فرمایئے۔

دوسرا جب فدک حضرتؐ کا ملک ہی نہ ثابت ہوا۔ اور نہ خدا نے کہیں حضرت زہراؓ کو دینے کا حکم دیا تو پھر حضرتؐ نے ہبہ وغیرہ کس کو کیا۔ اور کیوں کر دیا ارے اس معاملہ میں خدا کے قرآن کو مت بھلاؤ۔ یہ تمہارے خیالی پلاؤ ہیں۔ اپنے گھر میں جس طرح کھاؤ پکاؤ کون پوچھتا ہیں۔

تیسرا اور بھی سب کو جانے دیجئے حکیم جی آپ ہی کا قول لیجئے جو اوپر آپ نے فرمایا کہ مال فئے میں ایک حصہ خدا کا ہے اور ایک حصہ رسولؐ کا۔ اور ایک حصہ تمام اقرباء کا اور ایک حصہ آل محمدؐ کے یتیموں اور ایک حصہ آل محمدؐ کے مسکینوں کا ہے۔ اور ایک حصہ آل محمدؐ کے مسافروں کا۔ تو پس فدک بھی مال فئے ہے پھر کیونکر حضرتؐ اتنے حقداروں کی حق تلفی کر کے ایک حضرت زہراؓ کو فدک ہبہ کر دیتے تھے۔اور کیوں اس حکم ربانی نصوص قرآنی وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ کی تکمیل میں بھی نافرمانی کرتے تھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ ۔

چوتھا دیکھو وصیت وغیرہ بھی اس لئے ہوتی ہے کہ موت کے بعد وصیت کیا گیا وارث سمجھا جاوے۔ جب موت کے بعد انبیاءؑ اپنے ورثہ کے بھی وارث نہیں ہیں۔

تو پھر حضرتؐ کب یہ غلط وصیت کرتے تھے۔ معاذ اللہ پھر کون اس کو مانتا اور صحیح جانتا ہے۔

پانچواں یہ مسئلہ بھی عین فریقین سے ثابت ہے کہ وصیت بھی ثُلث حصہ کے ہوتی ہے۔ نہ کہ تمام مال کی وصیت حلال ہے۔ اگر اس ہمارے بیان اور خدا کے قرآن سے اطمینان نہ ہو تو اپنے ہی مسائل فقہ میں دیکھ لو۔

چنانچہ تمہاری معتبر کتاب استبصار کے باب وصایا میں لکھا ہے **لَا تَجُوْزُ الْوَصِیَّۃُ بِاَکْثَرَ مِنْ ثُلُثٍ** یعنی نہیں جائز ہے وصیت زیادہ تہائی سے۔

چھٹا اگر لاتسلیم حضرتؐ نے ہبہ یا وصیت بھی کی تھی۔ تو جناب امیرؓ نے بھی فدک کیوں حوالہ حسنینؓ نہ کیا۔ اور آپ نے بھی کیوں وصیت رسولؐ کو بھلا دیا کہ جس وصیت کا نہ ماننا گناہ کبیرہ ہے۔ کیوں صاحب اس میں تو آپ فدک لیتے لیتے امام معصومؑ کو بھی معاذ اللہ خاطی بنا بیٹھے۔ کیوں ایسے دعوے بناتے ہو کہ جس سے پیغمبر علیہ السلام اور اس کے اہل بیتؓ کو بھی الزام لگاتے ہو پس ان سب وجوہات سے تو ان کے ہبہ اور وصیت کی بات بھی لغویات ہوگئی۔ باقی رہے ان کے چند اعتراض سو ان کا بھی میں کچھ عرض نیاز کردیتا ہوں۔

اعتراض اول شیعہ کہتے ہیں کہ خلیفہ اولؓ نے جناب زہراؓ سے گواہ طلب کئے۔ حضرت علیؓ و ام ایمنؓ نے شہادت بھی دی مگر خلیفہؓ صاحب نے قبول نہ کی پس تکذیب معصوم کفر ہے۔

جواب اول تو کتب اہل سنت میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے یہ صرف تمہارے گھر کی بات ہے جو قابل سماعت نہیں ہے۔

دوم فدک حاصل کئے ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔ اگر یہ حضرت زہراؓ کو دیا گیا تھا۔ تو کیا خلفاء ثلاثہؓ خود نہ جانتے تھے یا اور اصحابوںؓ کو یہ حال معلوم نہ ہوگا۔ تو پس جب بقول تمہارے دیدہ دانستہ خلفاء ثلاثہؓ نے فدک حق زہراؓ کا غصب کر لیا۔

اور رسولؐ کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ تو پھر گواہ طلب کرنے سے ان کو کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں طلب کئے۔ اگر اپنی عادت کے مواقف کہو کہ منہ دہرائی کرنے کو ہم کہتے ہیں۔ کہ جس کا تین سال کا حق جبراً ظلم سے چھین لینا۔ پھر اس سے منہ دہرائی کرنے کا کیا معنے کہ نہ تو اس طرح حضرت زہراؓ راضی ہوتی تھیں۔ نہ ان کی تملق سے برئت ہو سکتی تھی۔ کیونکہ بقول تمہارے فدک کو حضرتؐ کا ہبہ کر دینا تو سب جانتے تھے۔ پھر گواہی لینے سے ان کو کیا رہائی تھی۔

سوم جناب امیرؓ نے بھی باوصف معصومیت کے کیوں ایسی غلط گواہی دی دیکھو قرآن میں صاف خدا کا فرمان ہے کہ دو مرد شہادت دیویں یا ایک مرد و دو عورتیں ہوں۔ تو پھر یہ شہادت بھی جناب امیرؓ کی بنص قرآنی ناقص تھی۔

چہارم اگر صدیقؓ اکبر نے بھی اس ناقص شہادت جناب امیرؓ کو نا قبول فرمایا تو کیا گناہ کیا۔ بلکہ یہ تو عین اطاعت خدا و رسولؐ کی تھی۔

پنجم اسی طرح تو خود تمہاری کتاب کشف الغمہ میں بھی ہے کہ جب آپ جناب امیرؓ خلیفہ تھے۔ اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ یہ دعوے اپنا قاضی مدینہ کے روبرو پیش کیا۔ قاضی شریح نے حضرت امیر المومنینؓ سے گواہ طلب کئے تو جناب امیرؓ امام حسنؓ اور غلام قنبرؓ کو شہادت کے واسطے لے گئے۔ قاضی نے گواہی منظور نہ کی۔ کہ ایک حضرت امیرؓ کے صاحب زادے تھے اور دوسرا غلام اور اسی طرح کتاب مَن لَا یَحضُرُہُ الفَقِیہ میں بھی یہ تمام ارقام ہے۔ دیکھو قاضی دو امامؓ معصوم کی رد شہادت سے کیوں نہ کافر ہوا۔

اگر کوئی جاہل اب اس کو کافر بھی کہے تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت امیرؓ نے جو خلیفہ وقت تھے کیوں نہ قاضی کافر کو معزول کیا۔ کیونکہ کافر کی تو پھر قضا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ کتب اہل سنت میں اتنی عبارت اور زیادہ ہے کہ جناب امیرؓ نے تو قاضی شریح کے حق میں دعا خیر فرمائی۔ کیوں صاحب اس اعتراض سے بھی حق تعالیٰ نے تو

اصحاب ثلاثہؓ کو بچایا۔ اور تم کو جھٹلایا۔ پھر کیا فائدہ آیا۔

اعتراض دوم شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جناب زہراؑ کو فدک کی سند تو لکھ دی۔ مگر حضرت عمرؓ نے جناب سیدہؓ سے وہ چھین کر پھاڑ ڈالی۔ چنانچہ حق الیقین میں ہے۔ ابوبکر نامہ درباب فدک نوشتہ بحضرت فاطمہؓ داد عمرؓ حاضر شد بگفت ایں چہ نامہ است ابوبکرؓ گفت کہ فاطمہؓ دعوے فدک کرد وام ایمنؓ وعلیؓ علیہ السلام بروئے گواہی دادند من ایں نامہ نوشتہ عمرؓ نامہ را از دست فاطمہؓ گرفت و پارہ کرد۔ حضرت فاطمہؓ بیروں رفت۔

اور کتاب منہج الکرامت میں بھی ہے۔ کہ ابوبکرؓ فدک بفاطمہؓ نوشتہ داد و سیدہ گرفتہ بیروں رفت تاملاقی عمرؓ شد آں کتاب را پارہ کرد۔

جواب اس بہتان کا بھی اہل سنت میں تو کوئی بیان نہیں ہے۔ یہ بناوٹ شیعوں نے اس واسطے بنائی کہ حضرت عمرؓ بھی اس تہمت میں شریک ہوجاویں مگر خدا شان خود انہی کی زبان سے ابوبکرؓ صدیق تو اس تمام طعن فدک سے بَری ہوگئے۔ جو فدک دے دیا۔

اس کا جواب صاحب معیار انہدنے یہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کی برءت کس طرح ہوسکتی ہے۔ اگر اس کو فدک دینا در حقیقت منظور ہوتا تو کیا حضرت ابوبکرؓ پھرسہ بارہ نامہ لکھ کر حضرت سیدہؓ کے مکان پر نہیں بھیج سکتے تھے۔

ارے حاکم کا بروئے حق فرمانا برءت کا یہی معنے ہے مگر ہم کب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ نامہ لکھا کہ جس کے لکھنے کا نہ کوئی خدا نے امر کیا نہ کسی کو حضرتؐ نے لکھ دیا پھر وہ بھی برخلاف حکم خدا اور رسولؐ کیوں لکھتے تھے۔ اور کیوں دوسرے حق داروں کی حق تلفی کرتے تھے۔ حضرت نہ کوئی نامہ لکھا گیا نہ کوئی پھاڑا گیا۔ نہ کسی ہمارے علماء ابن جوزی وغیرہ نے اس کو تسلیم کیا۔ یہ سب تمہارے گھر کے ڈھکوسلے گھڑے ہوئے ہیں۔ جن کو ہوشمند تو کوئی پسند نہیں کرتا۔ آپ چاہو کسی

کو بری بناؤ۔ کسی کو الزام لگاؤ بھلا اس وقت حضرت عمرؓ کی کیا طاقت کہ خلیفہ رسولؐ کا حکم عدول کرتا یا اس کی نوشت کو پھاڑ ڈالتا۔ کیا حکم شاہی کا بھی اس کو کچھ خوف نہ گذرا ہوگا۔ اور خلیفہؓ صاحب کو بھی اپنی ہتک کا کچھ رنج نہ آیا ہوگا۔

اگر کہو کہ وہ آپس میں ایک تھے اور ایک ہی راز تھا۔ تو پھر کیوں صدیق اکبرؓ نے بغیر مشورہ اس کے یہ نامہ لکھا اور حضرت عمرؓ نے بھی کیوں ان کی صلاح بغیر پھاڑا

کہو کہ ان دونوں کا مشورہ تھا کہ میں پہلے ان کو لکھ دونگا۔ اور تم پیچھے اس کو پھاڑ ڈالنا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت زہراؑ نے تو پہلے اور پیچھے بھی آخر رنج ہونا تھا تو پھر اس کے پہلا لکھنے میں کیا فائدہ تھا۔ یا کہو کہ حضرت عمرؓ غالب تھے۔ اور حضرت صدیقؓ بھی مثل شیر خداؑ کے عمرؓ فاروق سے ڈرتے تھے اور اس کی بات کو رد نہ کرسکتے تھے۔ تو یہ دلیل بھی ہم شیعوں کی ذلیل کرتے ہیں۔ خود انہیں کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ بارہا حضرت صدیقؓ نے عمر فاروقؓ کے کہنے کو نہ مانا اور اپنی ہی رائے کو قائم کیا۔

چنانچہ مجالس المومنین کی ...... مجلس دوم میں ہے۔ کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ کے کہنے سے خالدؓ کو معزول نہ کیا اور مجلس سوم میں ہے۔ کہ عمرؓ حذیفہ یمانی انصاری سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ ابوبکرؓ نے ان کے کہنے سے انتقام نہ لیا۔ پھر یہ ابطال تمہارا کس کے خیال میں آسکتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں حضرت صدیقؓ نے خوف سے مجبور ہو کر حضرت عمرؓ کی رائے کو منظور کر لیا ہو۔ معاذ اللہ پس اس تمہاری سند جھوٹی کا دعوے بھی جھوٹا ہوگیا۔

اعتراض سوم۔ بعضے کہتے ہیں کہ جناب زہراؑ نے دعوے کیا تھا۔ تو ابوبکرؓ کو فدک کا دینا لائق تھا۔ اگرچہ وصیت وغیرہ بھی نہ تھی۔

جواب اس میں قباحتیں تھیں۔ ایک تو اس میں جو حصہ حضرت عباسؓ و

ازدواجؓ مطہرات وغیرہ لیتے تھے ان سب کی حق تلفی ہوجاتی۔
دوسرا جب شرع دین کی بات میں رو رعایت کرتے پھر عدل کہاں رہتا بلکہ یہ رو رعایت کی سند تو قیامت تک جاری ہوجاتی کہ جس سبب تمام حضرتؐ کی شریعت میں خلل پڑجاتا۔
تیسرا اس میں ظاہر خدا و رسولؐ کی نافرمانی تھی۔ کیونکہ نہ خدا نے کہیں حضرت زہراؓ کو سالم فدک دینے کا حکم کیا ہے۔ نہ حضرتؐ نے دیا ہے پھر یہ کس طرح دیتے۔
چوتھا جب حضرتؐ اس کو راہ خدا میں صدقہ کر گئے تھے پھر یہ کیونکر اس کو واپس لے سکتے تھے۔ اور یہ حدیث بھی حضرت صدیقؓ ہمیشہ سنتے تھے (اَلعَائِدُ لِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ لِیْ قَیْئِہٖ) یعنے پھیر لینے والا خیرات کا مثل کتے کے ہے کہ وہ قے کو منہ میں پاتا ہے۔ پس اس واسطے حضرت صدیقؓ نے اس کا دینا مناسب نہ سمجھا۔
اعتراض چہارم شیعہ کہتے ہیں کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ حضرت زہراؓ ابوبکر صدیقؓ پر اتنا رنج ہوئیں۔ کہ تابزیست کلام نہ کی۔
جواب جھوٹوں کا دعوے ہی خراب جناب بخاری کے جو قلمی نسخے ہیں۔ تابزیست کا لفظ ان میں ہرگز نہیں ہے۔ البتہ چھاپے میں پیچھے بعضوں نے یہ لفظ لکھ دیا ہے۔ اصل بخاری میں نہیں ہے اور نہ جناب زہراؓ حضرت صدیقؓ پر ایسا رنج ہوئیں۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ اگر ہم فرض کریں اور مان لیویں کہ تابزیست کا لفظ بخاری میں ہے۔ مگر اس سے بھی تو صدیقؓ اکبر پر کوئی الزام نہیں آتا۔ اور نہ اس میں ان کا کوئی قصور ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب حدیث لَانُوْرِثُ موجود ہے اور اس کی صحت بھی اظہر من الشمس ثابت ہے۔ یہاں تک کہ سب علماء شیعہ نے بھی اس کی صحت کو تصدیق کیا ہے۔ جیسا کہ تمہارے شارح صاحب صافی نے اور نہج البلاغت کی شرح کبیر میں بحرانی صاحب نے اور کافی کلینی میں امام صادق جعفر صادق

علیم السلام وغیرہ وغیرہ نے صاف صاف لکھ دیا ہے۔ کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ ہم انبیاءؑ کی جماعت سونا چاندی زمین جائداد وغیرہ میں دینار درم تک کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہوتا ہے وہ راہ خدا میں صدقہ ہوتا ہے۔

پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تو اسی حدیث لَانُوْرِثُ پر عمل کیا اور اس حضرتؐ کے فرمان پر چلے پھر ان سے کیا قصور ہوا۔ جو حضرت زہراؓ رنج ہوئیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جو شخص حضرتؐ کے فعل اور فرمان پر چلے اور عمل کرے اگر اس سبب ایک جناب زہراؓ تو کیا سب جہاں ہی رنج ہو جائے تو بھی کوئی ڈر نہیں ہے۔ اور نہ ان پہ کوئی الزام آتا ہے۔ بلکہ یہ الزام تو بعقائد تمہارے معاذ اللہ حضرت زہراؓ پر آتا ہے۔ کیونکہ آپ نے اس حدیث کے مخالف اور فرمان اپنے باپؐ کے برخلاف کیوں دعوے کیا۔ جب حضرتؐ نے اپنے ورثہ سے اپنی اولاد کو جواب دے دیا تو پھر کیوں یہ غلط دعوے کیا۔ پس جب بناء دعوے ہی غلط اور بے جا ہوئی تو پھر ان کا رنج وغیرہ ہونا۔ اور زیست تک کلام نہ کرنا۔ یہ سب بے بنیاد اور غلط ہوا۔ اور کوئی رنج وغیرہ کا اثر نہ رہا دیکھو اس تمہارے دعوے خام کے سبب تو حضرت زہراؓ پر الزام آیا۔ ہاں اگر ہم اہل سنت کے موافق کہو تو پھر جناب زہراؓ پر کوئی الزام نہیں آتا۔ جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت زہراؓ نے فدک سے اپنے باپؐ کے حصہ کا دعوے تو کیا۔ مگر جب ان کو صدیق اکبرؓ کے ذریعے سے یہ حدیث لَانُوْرِثُ پہنچ گئی تو پھر اس وقت چپ چاپ ہو گئیں۔ کوئی رنج وغیرہ بھی نہ رہا۔ پس اس طرح تو نہ حضرت زہراؓ پر کوئی الزام آتا ہے۔ اور نہ ہی حضرت صدیقؓ پر کوئی طعن کیا جاتا ہے۔

اگر اس جگہ کوئی شیعہ بے چارا شرمندگی کا مارا دھوکا دینے کو اب یہ کہہ دیوے کہ حضرت زہراؓ نے تو فدک سے اپنے حصہ کا دعوے کیا تھا نہ کہ حضرتؐ کے حصہ کا تو محض جھوٹ۔ اول تو آج تک کسی علماء شیعہ نے یہ دعوے نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے کوئی اس کا ثبوت دیا ہے۔ سب سالم فدک کو روتے گئے بلکہ وصیت اور ہبہ کا

واویلا مچاتے گئے کہ جن سب کی تردید تو اوپر قابل دید ہو چکی ہے۔

دوم اس تکذیب کے واسطے تو یہی حدیث لَانُورِثُ کافی ہے۔ یہ تو جاہل اور کم عقل بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت زہراؓ فدک سے اپنے حصہ کا دعوے کرتیں تو حضرت صدیقؓ بھی اسی دعوے کا جواب دیتے۔ یہ حدیث لانورث کیوں پیش کرتے۔ اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ جناب زہراؓ نے فدک سے اپنے باپؐ کا حصہ طلب کیا تھا۔ جس کے جواب میں یہ حدیث پیش ہوئی۔ یعنے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمارے ترکہ کا کوئی وارث نہیں ہے۔ وہ راہ خدا میں صدقہ ہے۔ پس فیصلہ شد۔

اے شیعو اس فدک کے جھوٹے دعوے کو چھوڑ دو۔ ان اپنے دلائل لاطائل سے منہ موڑو۔ ہاں یا تو اس حدیث لَانُورِثُ کا ثبوت جو تمہاری ہی معتبرہ کتابوں میں درج ہے۔ ان کو نکال کر کہیں ڈُبا۔ یا جلا دو۔ تب اس دعوے کا نام لو۔ نہیں تو یہ حدیث لَانُورِثُ اس تمہارے دعوے فدک کے واسطے سم الفار قاتل زہر ہے۔

اور جو حدیث بخاری میں سے تم نے لفظ غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ کا لکھا ہے۔ تو یہ بھی محض جھوٹ وہ لفظ فَوَجَدَتْ ہے۔ جس کو تم نے غَضِبَتْ لکھا ہے۔ سو اکثر ہمارے علماء وَجَدَتْ کا معنی اُغْتَمَّتْ کا کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت زہراؓ کو معلوم ہوا کہ یہ دعوے میرا بے جا تھا تو آپ کو نہایت غم و ملال ہوا۔ جیسا کہ اکثر صاحب کمال کو کہیں انہی کے خیال پر بھی غم و ملال لاحق ہوجاتا ہے۔

اے شیعو! اگر اس غضب وغیرہ کو بھی ہم تمہاری خاطر تسلیم کرلویں۔ تو بھی تمہارے ہاتھ تو کچھ نہیں آتا۔ اول تو ہم کہتے ہیں کہ جب غضب اور رنج وغیرہ کا سبب ہی بے جا اور غلط ہے۔ پھر تو ان کا کوئی اثر بھی نہ رہا۔

دوم اس وعید اغضبا و اغضبین میں بھی داخل نہیں ہے۔ کیونکہ اس اغضبا کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا نفسی کے جناب حضرت سیدہ کو رنج و ناراض کرے۔ اور حضرت صدیقؓ کو تو صرف دیگر ورثہ ذَوِالْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ کا

لحاظ تھا۔ جیسا حضرت عباسؓ عم رسولؐ اللہ و ازدواجؓ مطہرات وغیرہ نہ کہ کسی اپنی غرض سے رنجیدہ کرنا حضرت زہراؓ کا تھا۔ سو رنجیدہ ہونا اور چیز ہے اور رنجیدہ کرنا اور بات ہے۔ یہ رنج ہونا بمقتضائے بشریت ہے یہ ایک وقت میں آتا ہے۔ اور دوسرے وقت میں خود بخود رفع ہوجاتا ہے۔ سو ایسا تو اکثر پیغمبرؑ و معصومؓ بھی ایک دوسرے پر رنج ہوئے غصے اور غضب کے لفظ کہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ بھی اپنے بھائی ہارون علیہ السلام پر اس قدر رنج و غضب میں آئے کہ اس کا سر و داڑھی پکڑ کر آپ کی طرف کھینچی۔ اور جیسا ایوب علیہ السلام بھی اپنی بی بی رحمت علیہاالرحمت پر ایسا رنج ہوئے کہ اس کے واسطے سو لکڑی مارنے کی قسم کھائی۔ یا جیسا امام حسن علیہ السلام نے جب خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کی۔ تو حضرت امام حسین علیہ السلام۔ اس اپنے بھائی حسن علیہ السلام پر اس قدر رنج و غصہ ہوئے فرمایا کہ اگر میرا بھائی تلوار سے میری ناک کاٹ لیتا تو مجھ کو اتنا ناگوارہ نہ گزرتا۔ اور بھی خصوصاً یہی جناب زہراؓ سے تو حضرت امیرؓ پر بھی چند بار رنجیدہ ہوئیں۔ اور یہی کلمے غیظ و غضب کے ان کو فرمائے جو تمہاری معتبرہ کتابوں میں درج ہیں۔

چنانچہ اول تو جب کہ جناب امیرؓ حضرت زہراؓ سے رنجیدہ ہو کر مسجد میں جا لیٹے تھے۔ اور رسولؐ مقبول گھر میں تشریف لائے۔ جناب سیدہؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ (غَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ وَلَمْ يَقُلْ عِنْدِيْ) تو وہاں حضرتؐ خود تشریف لے گئے تھے۔ تو دیکھا کہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا (قُمْ يَا اَبَا تُرَابٍ) فرما کر اٹھایا۔

دوسری تمہاری کتاب علل الشرائع کے باب العلت میں ہے۔ جب کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیارؓ نے بھیجی تھی۔ حضرت علیؓ نے اس کی طرف التفات فرمائی۔ تو حضرت زہراؓ نے نہایت رنج ہو کر یہ شکایت حضرتؐ تک پہنچائی۔ اور حضرت جبرائیلؑ وحی لائے کہ شکایت فاطمہؓ کو قبول نہ کرنا۔

تیسرا اسی کتاب کی جلد اول باب العلت میں ہے کہ جب جناب امیرؓ نے ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی۔ تب بھی جناب سیدہؓ نہایت ناخوش و رنج ہوئیں اور یہ شکایت بھی حضرتؐ پر پہنچی۔ حضرتؐ نے بھی اس کی سخت ممانعت فرمائی۔

چوتھا بزعم شیعہ جب خلفاءؓ نے جَور کرنا شروع کیا۔ اور جناب امیرؓ نے بوصیت رسول علیہ السلام صبر و سکوت فرمایا۔ تو حضرت زہراؓ نے نہایت غیظ و غضب میں آکر جناب امیرؓ کے حق میں وہ کلمے فرمائیے کہ جن کے لکھنے سے بھی ہمارا تو دل کانپتا ہے۔

چنانچہ تمہاری حق الیقین میں ہے۔ "کہ حضرت فاطمہؓ خطا بہائے شجاعانہ داشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدۂ و مثل خائناں در خانہ گریختہ خود را ذلیل کردہٗ در روزے کہ دست از سطوت خود برداشتی گرگال ے درند تواز جائے خود حرکت نے کنی امیرالمومنینؓ فرمود صبر کن و آتش غضب خود را فرواایشاں الخ"

نَعُوْذُ بِاللہِ ایسے کلمہ ترک ادب امیر علیہ السلام کی نسبت لکھنا شیعوں ہی کا کام ہے۔ ارے کچھ تو خدا سے ڈرو۔ اہل بیتؓ بیت عترت کا لحاظ کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اس طرح پیغمبرؐ اور معصوم بھی ایک دوسرے پر رنج ہوئے اور ایسے کلمے کہے تو اگر حضرت زہراؓ صدیقؓ اکبر پر بھی بحالت بشریت کسی قدر رنج ہوئیں تو کیا ہوا۔ دیکھو ان کلمات کے مقابل تو جناب سیدہؓ کا حضرت صدیقؓ پر رنج ہونا کیا شکایت رکھتا ہے۔

اے شیعو اگر پھر بھی اس رنج کا نام لو یا غضب کہو تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر حکم مَنْ اَغْضَبَہَا فَقَدْ اَغْضَبَنِیْ کلیہ ہے تو یہ واقعات اور کلمات بھی داخل عموم حکم ہو کر وعید میں شمار ہونگے۔ اگر کلیہ نہیں تو پس یہ سراسر تمہارا بدگمان ہے۔ جو ایسے بشری رنج کا طعن صدیقؓ اکبر کو دیا۔ اور اپنے گھر کا خیال نہ کیا۔

اس کا جواب حکیم صاحب ' معیار الہدے میں اس طرح لکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے قصہ کو جو تم نے واسطے مثال دینے کے لکھا ہے۔ س

محض بے فائدہ ہے۔ اس سے قضیہ فدک کو کیا نسبت حضرت موسے اور ہارون دونوں معصوم تھے اور تمہارے حضرت ابوبکرؓ معصوم نہ تھے۔

جواب بھلا یہ کہاں خدا و رسولؐ کا فرمان ہے اور کس امامؑ کا قول ہے۔ کہ اگر معصوم کو معصوم پر رنج ہو۔ یا بُرا کہے تو اس پر کچھ خطا نہیں ہے۔ اگر معصوم غیر معصوم پر رنج ہو تو وہ خطاوار ہوتا ہے۔ کیوں ایسے جھوٹے مسئلے بیان کر کے اپنا ایمان گنواتے ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر معصوم اولیاء علماء سے کوئی خطا ہو تو اس پر دوچند بزا ہے۔ اور غیر معصوم یا جاہل پر تو اتنا ہی ہے جتنا اس نے کیا۔

جیسا کہ حضرتؐ کے ازواج مطہراتؓ کو ۲۲ سیپارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے نبی علیہ السلام کی عورتو! جو کوئی تم میں کرے کام فاحشہ دونی ہو اس کو مار اور جو کوئی تم میں کرے کام نیک تو دیویں گے اس کو ہم اس کا اجر دوہرا۔ پس معصوم اور غیر معصوم کا اس میں اتنا فرق ہے۔ جیسا کوئی واقف دیدہ دانستہ بُرا کام کرتا ہے تو اس پر کتنا غصہ و رنج آتا ہے۔ اور ناواقف پر تو اتنا رنج بھی نہیں آتا بلکہ بے خبری تو بھول و چوک کو بھی خدا معاف فرماتا ہے۔ پھر معصوم غیر معصوم کی نظیر بھی آپ کے کیا پذیر آئی۔

حکیم بے چارا تو بہت کچھ واویلا مچاتا اور اپنا پوچ چھپاتا ہے۔ مگر خدا کی رضا چھپ نہیں آتا ہے۔

اے شیعو اس بشری رنج سے تو خدا نے حضرت صدیقؓ کو بچا دیا اور تم کو جھوٹا کیا۔ اب دیکھو اس زیست تک کلام نہ کرنے سے بھی تم کو پشیمان بناتے ہیں اور جناب زہراؓ کا حضرت صدیقؓ پر راضی ہونا بھی ہم تمہاری ہی کتابوں سے ثابت کر دکھلاتے ہیں۔

چنانچہ تمہاری کتاب علل الشرائع میں ہے۔ (کہ ابوبکرؓ عہد کردہ بود کہ تا رضائے فاطمہؓ زیر سایہ مکان من نیاید و شب در ہمیں حال گزارند امیرالمومنینؓ پیش حضرت

زہراؓ بہ مصالحہ ے پر داخت"۔) دیکھو جب بقول تمہارے جناب زہراؓ کے راضی کرنے کو حضرت صدیقؓ نے اس طرح چارہ جوئی کی اور حضرت امیرؓ بھی سفارشی ہوئے۔ تب سیدۃ النساءؓ بنت رسولؐ اللہ نے عذر منظور کر کے اس رنج بشری کو دور فرمایا۔

جیسا آپ کی معتبر کتاب حجاج السا لکین میں ہے۔ "کہ چوں ابوبکرؓ بمعذرات آمد خاتونؓ قیامت فرمود اِفْعَلْ فِيهَا كَمَا كَانَ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيهَا"۔ ترجمہ حضرت زہراؓ نے فرمایا کہ تو اس میں یعنے فدک کے معاملے میں کر جیسا میرے باپ رسول علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ دیکھو جناب زہراؓ کا حضرت صدیقؓ سے کلام کرنا بھی پایا گیا۔ اور آپ کی رضامندی بھی ثابت ہوگئی۔ جیسا فرمایا کہ اس میں تو بھی اسی طرح کرنا۔ جس طرح کہ میرے باپؐ کرتے تھے۔

اگر اس پر بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو اور لو ذرا پھر اس خطبہ کا ملاحظہ کرو جو اوپر مذکور ہوچکا ہے۔ کہ جس کو تمہارے ابن میثم بحرانی صاحب نے شرح کبیر میں لکھا ہے۔ اس کے یہ الفاظ دیکھو وَذَالِكِ اِنَّ لَكِ مَا لِاَبِيْكِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَاْخُذُ مِنْ فِدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيْ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ وَاَخَذَتْ مِنْهُ عَهْدًا

ترجمہ یعنے حضرت ابوبکرؓ نے کہا یہ اسی طرح ہے کہ تیرے پدرؐ بزرگوار کی چیز تیری ہی ہے۔ رسول علیہ السلام فدک میں سے تمہارا قُوتْ لے کر باقی ماندہ تقسیم کرتے تھے۔ اور خدا کی راہ میں اس میں سے سوار کرتے تھے۔ اور تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میں بھی اس میں اسی طرح کرونگا۔ جس طرح حضرتؐ کیا کرتے تھے۔ اس پر فاطمہؓ راضی ہوگئیں اور ابوبکرؓ سے اس کا عہد کرا لیا۔ ابوبکرؓ اس کی آمدنی سے جس قدر ان کی حاجت کو کافی ہو۔ ان کو دیتے تھے۔

پس فیصلہ شد الحمد للہ کہ فدک کا حق منجانب خلفائےؓ تو ایسا ثبوت کو پہنچ گیا کہ

جس میں سوا ایک انکار منکر کے اور کوئی تکرار باقی نہ رہا۔ حتے کہ جناب زہراؓ کا
راضی ہونا بھی حضرت صدیقؓ پر ٹھیک ٹھیک تصدیق ہوگیا۔ اور جو جو اس میں شیعوں
کے بہتان تھے وہ بھی سب کے سب پشیمان ہوئے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ؀